خدیجہ مستور

(۱۹۲۷ء-۱۹۸۲ء)

خدیجہ مستور بریلی کے یوسف زئی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ بریلی کے نزدیک ایک گاؤں کے متوسط پٹھان گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ والد کا نام تہوّر علی خاں تھا اور وہ ملازمت پیشہ تھے لہٰذا مختلف مقامات پر ابتدائی زندگی گزاری۔ ان کی والدہ کا نام انور جہاں تھا جو ایک اچھی شاعرہ اور مضمون نگار تھیں۔ اس طرح انھیں ابتدا ہی سے علمی و ادبی ماحول مُیسّر آیا لیکن نو برس کی تھیں کہ والد وفات پا گئے اور خاندان والوں نے کفالت سے ہاتھ کھینچ لیا لہٰذا معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور لکھنؤ میں اپنے نانا کے ہاں قیام کرنا پڑا۔ گھر پر تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اور اپنی محنت اور ذوق سے وسیع مطالعہ کرنے اور معاشرتی و معاشی حقائق کا ادراک حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں۔

خدیجہ مستور کی چھوٹی بہن ہاجرہ مسرور (۱۹۳۰ - ۲۰۱۲ء) بھی معروف ناول نگار اور افسانہ نگار گزری ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد دونوں بہنیں اپنے گھرانے کے ساتھ پہلے کراچی اور پھر لاہور آ گئیں۔

خدیجہ مستور کو ابتدا ہی سے افسانوی ادب سے فطری لگاؤ تھا۔ ۱۹۴۲ء میں لکھنا شروع کیا اور افسانوں کا پہلا مجموعہ ''کھیل'' ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ''بوچھار'' (۱۹۴۶ء)، ''چند روز اور'' (۱۹۵۱ء)، ''تھکے ہارے'' (۱۹۶۲ء) اور ناول ''آنگن'' (۱۹۶۲ء) بھی شائع ہوئے۔ ''آنگن'' پر ان کو آدم جی ادبی انعام ملا۔ ان کی آخری تصنیف ''زمین'' ان کی وفات کے بعد ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔

خدیجہ مستور اُردو خواتین ناول نگاروں میں اس لحاظ سے اہم ہیں کہ انھوں نے اپنے ناول ''آنگن'' میں سماجی حقیقت نگاری سے کام لیتے ہوئے ایک پورے عہد اور دَور کی کش مکش کو پیش کیا ہے۔ اس لحاظ سے اس ناول کو قیامِ پاکستان کے پس منظر میں لکھے جانے والے ناولوں میں امتیاز حاصل ہے۔ ناول ''آنگن'' کی کہانی اگرچہ ایک خاندان کی کہانی ہے لیکن اس کہانی کے آئینے میں اُنھوں نے گھریلو زندگی کے تصادم اور کش مکش کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کے سیاسی نظریات کے ٹکراؤ، سماجی رجحانات اور معاشی تحریکوں کو بھی پیش کیا ہے۔ ان کا ایک خاص کارنامہ اپنے نسوانی کرداروں کی حقیقی تصویر کشی اور ان کی نفسیات کا سچا اظہار ہے۔

''آنگن'' کی زبان نہایت شستہ، رواں اور روزمرہ کی زبان ہے۔ خدیجہ مستور کا اسلوب جدید دور کے سادہ، بے تکلف اور عام فہم انداز کا آئینہ دار ہے جو ناول کے موضوع، کرداروں اور ان کے تمام احساسات و معاملات کے اظہار پر قادر ہے۔ ''آنگن'' درحقیقت قیامِ پاکستان کے وقت کے ایک متوسط مسلمان گھرانے کی تصویر کشی پر مبنی ہے۔

Web version of PECTAA Not for Sale

سبق: ۸

اور پاکستان بن گیا

تدریسی مقاصد:

- طلبہ کی لسانی اور ادبی مہارتوں کو بہتر بنانا۔
- طلبہ کو فنِ ناول نگاری اور اس کے لوازم سے روشناس کرنا۔
- خدیجہ مستور کے ناول ''آنگن'' کے توسط سے تحریک پاکستان کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالنا۔
- طلبہ میں ناول کے کرداروں، واقعات، پلاٹ، مکالمات اور منظر کشی وغیرہ کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

[**تعارف:** آدم جی ادبی انعام یافتہ ناول ''آنگن'' قیامِ پاکستان کے بعد لکھے جانے والے ناولوں میں ممتاز مقام کا حامل ہے۔ ''آنگن'' میں ہندوستان کے ایک مسلمان گھرانے کی زندگی کے حالات بیان ہوئے ہیں اور اس امر کا تجزیہ کیا گیا ہے کہ افراد کی زندگیوں پر گردوپیش میں رونما ہونے والے سماجی اور سیاسی واقعات کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ناول میں مسلمان اشراف گھرانوں میں گھریلو زندگی کی جھلک، طبقۂ نسواں کی جذباتی زندگی اور دوسرے کرداروں کی نفسیات کو مہارت سے پیش کیا گیا ہے۔ ناول کا موضوع تقسیم سے ذرا پہلے اور قیامِ پاکستان کے بعد کا وہ مختصر زمانہ ہے جب جنوبی ایشیا کے مسلمان ہجرت کرنے یا نہ کرنے کی کش مکش میں مبتلا تھے اور ملک کے طول و عرض میں جا بجا انسانی خون ارزاں ہو گیا تھا۔]

پاکستان بن گیا۔ لیگی راہ نما کراچی دارالحکومت[1] جا چکے تھے۔ پنجاب میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی۔ بڑے چچا اس صدمے سے جیسے نڈھال ہو گئے تھے۔ بیٹھک میں بیماروں کی طرح وہ ہر ایک سے پوچھتے رہتے: ''یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کیا ہو گیا؟ یہ ہندو مسلمان ایک دم ایک دوسرے کے ایسے جانی دشمن کیسے ہو گئے؟ یہ انھیں کس نے سکھایا ہے؟ ان کے دل سے کس نے محبت چھین لی؟''

جب وہ یہ سب کچھ عالیہ سے پوچھتے تو وہ ان کا سر سہلانے لگتی۔ ''بڑے چچا آپ آرام کیجیے، آپ تھک گئے ہیں بڑے چچا۔'' اور بڑے چچا اس طرح آنکھیں بند کر لیتے جیسے خون کی ندی ان کی آنکھوں کے سامنے بہ رہی ہو۔

''زمانے زمانے کی بات ہے، وہ بھی زمانہ تھا جب ہندو اپنے گاؤں کے مسلمانوں پر آنچ آتے دیکھتے تو سر دھڑ کی بازی لگا دیتے اور مسلمان ہندو کی عزت بچانے کے لیے اپنی جان نچھاور کر دیتا، ایسا بھائی چارہ تھا کہ لگتا ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں، پر اب کیا رہ گیا، دونوں کے ہاتھوں میں خنجر آ گیا ہے۔'' کریمن بوا فساد کی خبریں سن سن کر ٹھنڈی آہیں بھرا کرتیں۔ اپنے شہر میں فساد تو نہ ہوا تھا مگر سب کی جانوں پر بنی رہتی، پتا نہیں کب کیا ہو جائے۔

(۱) قیامِ پاکستان کے بعد کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت منتخب کیا گیا تھا۔ بعد میں ۱۴ اگست ۱۹۶۷ء کو کراچی سے اسلام آباد منتقل ہوا۔

Web Version of PECTAA Not for Sale

''کہاں ہوگا میرا شکیل؟'' بمبئی[1] میں فساد کی خبر سن کر بڑی چچی بلکنے لگیں۔

''تمھارا پاکستان بن گیا جمیل! تمھارے ابّا کا ملک بھی آزاد ہوگیا، پر میرے شکیل کو اب کون لائے گا؟''

''سب ٹھیک ہوجائے گا اماں، وہ خیریت سے ہوگا۔ یہ فساد وساد تو چار دن میں ختم ہوجائیں گے۔'' جمیل بھیّا ان کو سمجھاتے مگر ان کا چہرہ فق رہتا۔

شام سب لوگ خاموش بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ ماموں کا خط آگیا۔ انھوں نے اماں کو لکھا تھا کہ انھوں نے اپنی خدمات پاکستان کے لیے وقف کردی ہیں اور وہ جلد ہی جا رہے ہیں۔ اگر آپ لوگوں کو چلنا ہو تو فوراً جواب دیجیے اور تیار رہیے۔

''بس ابھی تار دے دو جمیل میاں، ہماری تیاری میں کیا لگے گا ہم تو بس تیار بیٹھے ہیں۔ اپنا بھائی ہے بھلا ہمیں اکیلا چھوڑ کر جا سکتا ہے؟'' مارے خوشی کے اماں کا منھ سرخ ہو رہا تھا۔

جمیل بھیّا نے اس طرح گھبرا کر سب کی طرف دیکھا جیسے فسادی ان کے دروازے پر پہنچ گئے ہوں: ''مگر آپ کیوں جائیں گی چھوٹی چچی؟ آپ یہاں محفوظ ہیں۔ میں آپ کے لیے اپنی جان دے دوں گا۔'' انھوں نے آج بڑی مدت بعد عالیہ کی طرف دیکھا، کیسی سفارشی نظریں تھیں مگر عالیہ نے اپنی آنکھیں جھکالیں۔

''میں نہ جاؤں تو کیا ہندوؤں کے نگر میں رہوں، پاکستان میں اپنوں کی تو حکومت ہوگی، پھر میں اپنے بھائی کو چھوڑ کر ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتی، واہ۔''

مارے خوشی کے اماں سے نچلا نہ بیٹھا جا رہا تھا۔

''عالیہ جانے پر راضی نہیں ہوگی چھوٹی چچی، وہ نہیں جائے گی، وہ جا ہی نہیں سکتی۔'' جمیل بھیّا نے جیسے نیم دیوانگی کے عالم میں کہا:

''تم اچھے حق دار آگئے، کون نہیں جائے گا؟'' اماں ایک دم بپھر اٹھیں۔ ''تم ہوتے کون ہو روکنے والے؟''

''ضرور جائیے چھوٹی چچی۔'' جمیل بھیّا نے سر جھکا دیا اور عالیہ کو ایسا محسوس ہوا کہ وہ نہیں جا سکتی۔ صدیاں گزر جائیں گی مگر وہ یہاں سے ہل بھی نہ سکے گی۔

''میں ابھی تار کیے دیتا ہوں کہ سب تیار ہیں۔'' جمیل بھیّا اٹھ کر باہر چلے گئے۔

عالیہ کا جی چاہا کہ وہ چیخ چیخ کر اعلان کرے کہ وہ نہیں جائے گی، وہ نہیں جا سکتی، اسے کوئی نہیں لے جا سکتا مگر اس کے گلے میں تو سیکڑوں کانٹے چبھ رہے تھے، وہ ایک لفظ بھی نہ بول سکی، اس نے ہر طرف دیکھا اور پھر نظریں جھکالیں مگر وہ کیوں رکے، کس لیے، کس کے لیے، اس نے سوچا اور پھر جیسے بڑے سکون سے چھالیہ کاٹنے لگی۔ عالیہ بیگم اگر تم رہ گئیں تو ہمیشہ کے لیے دلدل میں پھنس جاؤ گی۔

''کریمن بوا اگر سب لوگ چائے پی چکے ہوں تو۔۔۔۔'' اسرار میاں نے بیٹھک سے آواز لگائی اور کریمن بوا آج تو ڈائنوں کی طرح چیخنے لگیں: ''ارے کوئی تو اس اسرار میاں کو بھی پاکستان بھیج دو۔ سب چلے گئے سب چلے جائیں گے مگر یہ کہیں نہیں جاتا۔''

بیٹھک میں اسرار میاں کے کھانسنے کی آواز آئی اور پھر خاموشی چھاگئی۔

(۱) موجودہ ممبئی

Web version of PECTAA Not for Sale

''کیا تم سچ مچ چلی جاؤ گی چھوٹی دلہن؟'' بڑی دیر تک چپ رہنے کے بعد بڑی چچی نے پوچھا۔

''ظاہر ہے کہ چلی جاؤں گی۔'' اماں نے رُکھائی سے جواب دیا۔

''یہ گھر تمھارا ہے چھوٹی دلہن، مجھے اکیلے نہ چھوڑو۔'' بڑی چچی نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں بند کر لیں، شاید وہ تنہائی کے بھوت سے ڈر رہی تھیں۔

عالیہ جیسے پناہ ڈھونڈنے کے لیے اوپر بھاگ گئی۔ دھوپ پیلی پڑ کر سامنے کے مکان کی اونچی دیوار پر چڑھ گئی تھی۔ ہائی اسکول کے احاطے میں بسیرا لینے والے پرند مسلسل شور مچائے جا رہے تھے۔

کھلی فضا میں آکر اس نے اطمینان کی سانس لی اور مسافروں کی طرح ٹہل ٹہل کر سوچنے لگی کہ اب آگے کیا ہوگا، شاید اچھا ہی ہو، وہ یہاں سے جا کر ضرور خوش رہے گی۔

جب وہ نیچے اتری تو سب اپنے اپنے خیالوں میں مگن بیٹھے تھے، صرف کریمن بوا جانے کس بات پر بڑبڑا رہی تھیں اور پھرتی سے روٹیاں پکاتی جا رہی تھیں۔

جمیل بھیا کہاں گئے، اب تک کیوں نہیں آئے، عالیہ نے سُونی کرسی کی طرف دیکھا۔ جانے یہ سر پھرا آدمی اسے یاد کرے گا یا بھول جائے گا۔ اس نے اپنے آپ سے پوچھا۔

لالٹین کی بتی خراب تھی اس لیے اس میں سے دو لویں اُٹھ رہی تھیں اور ایک طرف سے چمنی سیاہ ہوگئی تھی۔ مدھم روشنی میں بڑی چچی اور کریمن بوا کے چہرے بگڑے بگڑے لگ رہے تھے۔

جمیل بھیا گھر میں داخل ہوئے اور اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ ''میں تار کر آیا ہوں چھوٹی چچی!'' انھوں نے دھیرے سے کہا۔

''تم اتنی دیر تک باہر نہ رہا کرو، شام سے گھر آ جایا کرو، جانے کب یہاں بھی گڑبڑ ہو جائے۔'' بڑی چچی نے کہا۔

''رہنا تو پڑتا ہے، مسلمان ڈرے ہوئے ہیں، انھیں سمجھانا ہے کہ وہ یہاں، ڈٹ کر رہیں اور یہاں کی فضا کو پرامن رکھیں، گھر میں بیٹھ کر تو کام نہ چلے گا۔''

''توبہ اب ملک آزاد ہو گیا تو یہ کام شروع ہو گئے، خیر مجھے کیا، تم نے تار پر پتا ٹھیک لکھا تھا ناں؟'' اماں نے پوچھا۔

''آپ اطمینان رکھیں، پتا ٹھیک تھا۔''

''خیر سے ہم تو پاکستان جا رہے ہیں، مگر اب تم اپنے گھر کی فکر کرو جمیل میاں، کیا بُری حالت ہو چکی ہے، اپنی ماں کی طرف بھی دیکھو۔'' اماں نے ہمدردی سے بڑی چچی کی طرف دیکھا۔

''کون جا رہا ہے پاکستان؟'' بڑے چچا نے صحن میں قدم رکھتے ہی بوکھلا کر پوچھا۔ انھوں نے اماں کی باتیں سن لی تھیں۔

''میں اور عالیہ جائیں گے، اور کسے جانا ہے۔'' اماں نے تڑاق سے جواب دیا۔

''کوئی نہیں جا سکتا، میری اجازت کے بغیر، کوئی قدم نہیں نکال سکتا، کس لیے جاؤ گے پاکستان؟ یہ ہمارا ملک ہے، ہم نے قربانیاں دی ہیں اور اب ہم اسے چھوڑ کر چلے جائیں؟ اب تو ہمارے عیش کرنے کا وقت آ رہا ہے۔'' بڑے چچا سخت جوش میں تھے۔

''ماشاءاللہ! آپ بڑے حق دار بن کر آ گئے، نہ کھلانے کے نہ پلانے کے، کون سا دکھ تھا جو یہاں آ کر نہیں جھیلا، میرے شوہر کو بھی آپ ہی نے چھین لیا، آپ ہی نے انھیں مار ڈالا۔ میری لڑکی کو یتیم کر دیا اور اب حق جتا رہے ہیں؟'' مارے غصّے کے اماں کی آواز کانپ رہی تھی۔

''کریمن بوا میرا کھانا بیٹھک میں بھجوا دو۔'' بڑے چچا سر جھکا کر بیٹھک میں چلے گئے۔

''کیا آپ چلنے سے پہلے بڑے چچا کو بھی بدلہ دینا چاہتی ہیں؟ بڑے چچا نے کسی کو تباہ نہیں کیا، بڑے چچا نے کسی کو دعوت نہیں دی تھی کہ آؤ اور میرا ساتھ دو۔ آپ آج اچھی طرح سن لیں کہ مجھے بڑے چچا سے اتنی ہی محبت ہے جتنی ابا سے تھی۔'' عالیہ نے کھانا چھوڑ دیا اور ہاتھ دھو کر بیٹھک میں چلی گئی، اماں کیا کہتی رہ گئیں اس نے ذرا بھی نہ سنا۔

''کیا تم سچ مچ جا رہی ہو بیٹی؟''

''ہاں بڑے چچا، اماں جو تیار ہیں۔'' اس نے بے بسی سے جواب دیا۔

''یہ انگریز جاتے جاتے بھی چال چل گیا، لوگوں کو گھر سے بے گھر کر گیا، پھر بھی تم مت جاؤ بیٹی! اپنی ماں کو سمجھا لو، اب تمھارے سکھ کا زمانہ آ گیا ہے۔''

''بڑے چچا میں تو اماں کا واحد سہارا ہوں، میں انھیں کس طرح چھوڑ دوں، وہ ضرور جائیں گی مگر آپ کو نہیں معلوم کہ یہ گھر چھوڑ کر میں کس طرح تڑپوں گی، آپ۔۔۔ آپ تو۔۔۔'' وہ دونوں ہاتھوں میں منھ چھپا کر سسکنے لگی۔

''چھوٹی دلھن کو مجھ سے سخت نفرت ہے، ٹھیک ہے، میں نے تم لوگوں کے لیے کچھ بھی نہ کیا، مگر اب وقت آیا تھا کہ اس گھر میں پہلی سی شادمانی لوٹ آتی، مجھے بڑی اچھی ملازمت دی جا رہی ہے، پھر دکانوں کو چلانے کے لیے دس پندرہ ہزار کی امداد بھی ملنے کی توقع ہے، میں چھوٹی دلھن کی سب شکایتیں رفع کر دوں گا۔'' انھوں نے عالیہ کو پیار سے تھپکا۔۔۔ ''کیا گھر میں تیل ختم ہو گیا ہے؟ لالٹین کی روشنی مدھم ہوتی جا رہی ہے، اب ان شاءاللہ تھوڑے دنوں میں بجلی کا کنکشن بحال کرا لوں گا اور اب تم ایم۔اے میں داخلہ کیوں نہ لے لو! میرا خیال ہے کہ تم کو اگلے سال ضرور داخل کرا دوں۔''

عالیہ کا کلیجہ کٹ رہا تھا۔ آنسو پونچھ کر وہ خاموش بیٹھی رہی۔ جی ہی جی میں گھٹ رہی تھی مگر ایک لفظ بھی نہ بول سکی۔ خدا آپ کو سکھ دے بڑے چچا، خدا آپ کے سارے سہانے خواب پورے کرے۔ وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہی تھی۔ وہ بڑے چچا سے کس طرح کہتی کہ وہ تو یہاں سے خود بھاگ جانا چاہتی ہے۔

اسرار میاں بیٹھک میں داخل ہونے کے لیے پٹ کھول رہے تھے۔ عالیہ اٹھ کر صحن میں آ گئی۔

اماں اور بڑی چچی جانے کیا باتیں کر رہی تھیں۔ جمیل بھیا اب تک کرسی پر بیٹھے انگلیاں مروڑ رہے تھے۔ وہ ایک لمحے تک آنگن میں کھڑی رہی اور پھر اوپر چلی گئی۔

شبنم سے بھیگی ہوئی رات بڑی روشن ہو رہی تھی۔ چاند جیسے وسط آسمان پر چمک رہا تھا اور روز کی طرح آج بھی قریب کی کسی چھت پر گراموفون ریکارڈ بج رہے تھے:

''تیری گٹھڑی میں لاگا چور، مسافر جاگ ذرا''

Web version of PECTAA Not for Sale

وہ آہستہ آہستہ ٹہلنے لگی کیسی عجیب سی حالت ہو رہی تھی، جیسے سوچنے سمجھنے کی ساری صلاحیت کسی نے چھین لی ہو۔ کیا یہ میں ہوں؟ اس نے اپنے آپ سے پوچھا اور پھر اپنی آواز سن کر حیران رہ گئی۔ حد ہے دیوانگی کی وہ کس سے پوچھ رہی تھی۔

ٹہلتے ٹہلتے وہ ایک بار مڑی تو جمیل بھیا بت کی طرح بے حس و حرکت کھڑے تھے۔ وہ اور تیزی سے ٹہلنے لگی۔ اب یہ کیا کہنے آئے ہیں۔ انھوں نے اپنا وعدہ بھلا دیا۔

''کیا سچ مچ تم نے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے؟'' انھوں نے دھیرے سے پوچھا۔ ''ہاں!'' اس نے ٹہلتے ہوئے جواب دیا۔

''تم یہاں سے جا کر غلطی کرو گی۔ تم نے ایک بار کہا تھا ناں کہ دُور رہ کر یادیں بہت اذیت ناک ہو جاتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تم وہاں خوش نہ رہو گی۔''

''میں ہر جگہ خوش رہوں گی۔ مگر آپ نے تو وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھ سے کبھی کچھ نہ کہیں گے۔''

''میں کیا کہہ رہا ہوں؟''

''کچھ نہیں۔''

''تم میری مقروض ہو، یاد رکھنا کہ تم کو یہ قرض چکانا ہوگا۔'' وہ جانے کے لیے مڑے۔ ''تم وہاں خوش رہو گی ناں؟'' انھوں نے رک کر پوچھا۔

وہ چپ رہی۔ جمیل بھیا تھوڑی دیر کھڑے رہے اور پھر چلے گئے اور اس نے محسوس کیا کہ اس وقت وہ سب کچھ کھو بیٹھی ہے۔

بڑی دیر تک یوں ہی ٹہلنے کے بعد جب وہ تھک گئی تو چھمی کو خط لکھنے بیٹھ گئی، اسے یہاں سے جانے کی اطلاع دینی تھی۔

(آنگن)

مشق

ا۔ مختصر جواب دیں:

(الف) ناول ''آنگن'' کس تناظر میں لکھا گیا ہے؟

(ب) بڑے چچا کس صدمے سے نڈھال تھے اور اُن کی کیا حالت تھی؟

(ج) ''مارے خوشی کے اماں سے نچلا نہ بیٹھا جا رہا تھا۔'' اس جملے میں ''نچلا نہ بیٹھا جا رہا تھا'' کا کیا مطلب ہے؟

(د) عالیہ کی اماں نے بڑے چچا کو کون سے سخت الفاظ کہے؟

(ہ) عالیہ نے بڑے چچا کی محبت میں کیا الفاظ ادا کیے؟

Web version of PECTAA Not for Sale

۲۔ درست جواب کی نشان دہی کریں:

(i) سبق ''اور پاکستان بن گیا'' خدیجہ مستور کی تصنیف سے ماخوذ ہے:

(الف) کھیل (ب) بوچھار (ج) چند روز اور (د) آنگن

(ii) ''آنگن'' نثری اصنافِ ادب کے لحاظ سے ہے:

(الف) ناول (ب) ڈراما (ج) داستان (د) افسانہ

(iii) سبق ''اور پاکستان بن گیا'' کا مرکزی نسوانی کردار ہے:

(الف) عالیہ (ب) کریمن بوا (ج) عالیہ کی ماں (د) جمیل کی ماں

(iv) متن کے مطابق جمیل بھیا نے تار کسے بھیجا؟

(الف) ماموں کو (ب) چچا کو (ج) دوست کو (د) چچی کو

(v) ہائی سکول کے احاطے میں بسیرا لینے والے پرندے مسلسل:

(الف) بول رہے تھے (ب) شور مچائے جا رہے تھے (ج) خاموش تھے (د) اُڑ رہے تھے

(vi) ''تیری گٹھڑی میں لاگا چور، مسافر جاگ ذرا'' اس گیت کی آواز کہاں سے آ رہی تھی؟

(الف) ریڈیو سے (ب) ٹیپ ریکارڈ سے (ج) گراموفون سے (د) ٹیلی وژن سے

۳۔ متن کو مدِنظر رکھتے ہوئے مناسب الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں:

(الف) سب لوگ خاموش بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ ـــــ کا خط آ گیا۔

(ب) جمیل بھیا نے سر جھکا دیا اور ـــــ کو ایسا محسوس ہوا کہ وہ نہیں جا سکتی۔

(ج) کریمن بوا آج تو ـــــ کی طرح چیخنے لگیں۔

(د) ہائی سکول کے احاطے میں بسیرا لینے والے ـــــ مسلسل شور مچائے جا رہے تھے۔

(ہ) مدھم روشنی میں ایک بڑی چچی اور کریمن بوا کے ـــــ بگڑے بگڑے لگ رہے تھے۔

۴۔ دی گئی عبارت کو پڑھیں اور پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیں:

انسانی معاشرے کا ایک اہم گوشہ حقوقِ نسواں کا ہے۔ اسلام نے حقوقِ نسواں واضح طور پر متعیّن فرما کر ان کی فراہمی اور استفادے کو بھی یقینی بنایا ہے۔ پوری دنیا میں اسلام کے علاوہ کوئی دوسری تہذیب نظر نہیں آتی جس نے مکمل طور پر عورت کے حقوق کی پاس داری کی ہو۔ اسلام نے خواتین کے حقوق و فرائض کا تعین کرتے ہوئے ان کے فرائض کی جہتوں کا تعین کر دیا ہے۔ ان کے فرائض ان کی بساط کے مطابق رکھے ہیں اور ان کی عزّت و عظمت کی حفاظت اور پاس داری کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔ اسلام نے خواتین کو کسبِ معاش اور بچّوں کی کفالت کی ذمہ داری سے مکمل طور پر آزاد کر کے متعلقہ مرد حضرات کو اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ عورت شادی سے قبل والد کی اور نکاح کے بعد شوہر کی کفالت میں آ جاتی ہے۔ اس کی تمام تر بنیادی ضروریات کی فراہمی ان مردوں پر لازم قرار دی گئی ہے۔ عورت کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ

Web version of PECTAA Not for Sale

آزادی سے عمومی تعلیم یا پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت حاصل کرے۔ اسلام خواتین کے بنیادی حقوق کی فراہمی یقینی بناتا ہے اور ان کی کفالت مرد حضرات پر عائد کرتا ہے۔ دینِ اسلام عورت کے اس مالی حق کی حفاظت کرتے ہوئے ان کو وراثت کا باقاعدہ حصہ دار بناتا ہے۔

سوالات:

- ''حقوقِ نسواں'' کے لُغوی معنی کیا ہیں؟
- اسلام نے خواتین کو کن ذمہ داریوں سے آزاد کیا ہے؟
- بنیادی انسانی حقوق کی نشان دہی کریں۔
- اس عبارت کا مناسب عنوان تجویز کریں۔

ترکیب کے لحاظ سے جملے کے اجزا:

الفاظ کا مجموعہ کلام، مرکب تام یا جملہ کہلاتا ہے۔ جملہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک بے معنی اور دوسرا بامعنی۔ بامعنی جملے کو جملہ تام کہتے ہیں مثلاً: سیب میٹھا ہے۔ جملہ تام کے دو حصے ہوتے ہیں: وہ حصہ جس میں کسی شخص یا چیز کا ذکر ہو اسے مُسند الیہ اور جس شخص یا چیز کے بارے میں کچھ کہا جائے اسے مُسند کہتے ہیں۔ اوپر کے جملے میں ''سیب'' مسند الیہ اور ''میٹھا ہے'' مُسند ہے۔ جملے میں مُسند الیہ ہمیشہ اسم ہوتا ہے جبکہ مسند کبھی اسم ہوتا ہے اور کبھی فعل۔

جملے کی اقسام: جملے کی دو اہم اقسام درج ذیل ہیں: **(الف) جملہ اسمیہ** **(ب) جملہ فعلیہ**

(الف) جملہ اسمیہ: ایسا جملہ جس میں مُسند الیہ اور مُسند دونوں اسم ہوں اور آخر میں فعلِ ناقص آئے مثلاً: ارشد عقل مند ہے۔

(ب) جملہ فعلیہ: ایسا جملہ جس میں مُسند الیہ اسم ہو اور مُسند فعل ہو، مثلاً: لڑکا کھیلتا ہے۔

جملہ فعلیہ کے تین بڑے اجزا فاعل، مفعول اور فعلِ تام ہوتے ہیں۔ مسند الیہ کو فاعل، مُسند کو مفعول اور آخر میں آنے والے فعل کو فعلِ تام کہتے ہیں۔

۵۔ درج ذیل جملوں میں سے مسند الیہ اور مسند علیحدہ علیحدہ کریں:

- جانور صحت مند ہے۔
- ارسلان نماز پڑھتا ہے۔
- طلبہ سکول گئے۔
- وہ صبح سویرے اٹھ جاتا ہے۔

٦۔ اس سبق میں سے پانچ جملہ اسمیہ اور پانچ جملہ فعلیہ تلاش کر کے کاپی میں لکھیں۔

ضرب المثل: ضرب کے معنی ہیں بیان کرنا اور مَثل کے معنی ہیں مثال۔ ضرب المثل کے معنی ہوئے مثال دے کر بیان کرنا۔ ضرب المثل کو اُردو میں کہاوت بھی کہتے ہیں۔ اس سے مراد ایسا جملہ ہے جو مثال کے طور پر پیش کیا جائے۔ اس جملے میں جو بات کہی جائے اسے عالم گیر سچائی (Universal Truth) کا درجہ دیا جاتا ہے۔ ضرب الامثال یا کہاوتیں صدیوں کے تجربات اور انسانی زندگی کے لاتعداد مشاہدات کے جواہر پارے ہوتے ہیں اور انھیں علم و حکمت کا نچوڑ سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً: آپ کاج مہا کاج، آ بیل مجھے مار، آج کا کام کل پر نہ چھوڑو، وغیرہ

۷۔ درج ذیل ضرب الامثال کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کریں کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے:

آج مرا کل دوسرا دن	تن کنگال تو مَن کنگال	ترے گا سو ڈوبے گا
بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی	اپنا اپنا غیر غیر	دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا

۸۔ درج ذیل الفاظ پر دُرست اعراب لگائیں:

دارالحکومت ڈبڈبانا بسیرا کلیجہ امن مروت تیوری

- درخواست نویسی:

اصطلاحاً درخواست وہ تحریر ہے جو کسی ماتحت یا عام آدمی کی طرف سے کسی مسئلے یا شکایت کے حل کے لیے متعلقہ افسر کے نام لکھی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر کسی طالب علم کی اپنے ادارے کے پرنسپل کے نام درخواست لکھنا۔ درخواست مجوزہ طریق کار کے مطابق لکھی جاتی ہے۔

درخواست کے حصے:

(الف) تخاطب (ب) موضوع (ج) آداب (د) نفسِ مضمون (ہ) اختتامیہ اور تاریخ

۹۔ اپنے محلے میں مناسب روشنی کے انتظام کے لیے میونسپل ایڈمنسٹریٹر کے نام درخواست لکھیے۔

۱۰۔ سبق "اور پاکستان بن گیا" کا خلاصہ تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ:

- طلبہ اپنے استادِ محترم سے قیامِ پاکستان کے وقت ہجرت کے حالات کے بارے میں گفت گو کریں۔
- دوسرے علاقوں سے آنے والے طلبہ اپنے ساتھیوں کو بتائیں کہ اپنا گھر بار چھوڑ کے آنا کس قدر مشکل ہے۔ اپنے علاقے سے جذباتی لگاؤ کتنی بے قراری پیدا کرتا ہے۔ اسی تصور کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے بات چیت کریں اور اس موضوع پر بحث کریں کہ قیامِ پاکستان کے وقت مہاجرین نے ہندوستان میں اپنی جائیدادیں چھوڑیں، رشتے دار چھوڑے تو اس وقت ان کے کیا جذبات ہوں گے۔
- تحریکِ آزادی کی اہم شخصیات کی اہم تصاویر تلاش کرتے ہوئے ایک البم تیار کریں۔

برائے اساتذہ کرام:

- تحریکِ پاکستان اور قیامِ پاکستان کے موضوع پر لکھے گئے نسیم حجازی کے ناول "خاک وخون" کا مختصر تعارف کرائیں۔
- پاکستان کے حوالے سے لکھے گئے کسی افسانے کا مختصر تعارف کرائیں۔
- آزادی کی اہمیّت کو واضح کریں۔

Web version of PECTAA Not for Sale